THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

عصر حاضر میں ریاستی نظم ونسق کے بنیادی اصولوں کا مطالعہ: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

A Study of the Fundamental Principles of State Governance in the Contemporary Era: In Light of the Seerah of Prophet Muhammad (PBUH)

Dr. Habib ul Rehman Yazdani
Assistant Professor (visiting), Department of Islamic Studies, University of Chakwal
Email: yazdaani2012@gmail.com
Amina Ijaz
BS Seerat Studies Allama Iqbal Open University Islamabad
Email:aminaijaz093@gmail.com
Ms. Maryam Bibi
Lecturer (visiting), Department of Islamic Studies, University of Chakwal
Email:manostar0543@gmail.com

Abstract

The Seerah of Prophet Muhammad (ﷺ) provides a comprehensive framework for understanding political thought, governance, and state administration in Islam. This research article examines the political dimensions of the Prophetic Seerah, with particular focus on the establishment of the State of Madinah, the Charter of Madinah, consultation(Shura), justice, equality, accountability, diplomatic relations, treaties, and the rights of minorities. It explores how the Prophet (ﷺ) established a political system based on moral values, social justice, public welfare, and responsible leadership. This aricle also highlights the relevance of these Prophetic principles to contemporary political and administrative challenges. This research concludes that the political model of the Prophet (ﷺ) offers enduring principles of justice, consultation, peaceful coexistence, responsible governance, and protection of human dignity.

***Keywords*:** Prophetic Seerah, Political Thought, Islamic Governance, State of Madinah, Charter of Madinah, Shura, Justice, Diplomacy , Leadership, Minority Rights.

مقدمہ

ریاستی نظم ونسق کسی بھی انسانی معاشرے کی بقا، سماجی استحکام اور ہمہ جہت ترقی کا بنیادی ستون ہے۔ تاریخِ انسانیت اس بات کی شاہد ہے کہ مختلف اقوام اور فکرِ انسانی نے اپنے اپنے فلسفوں، تجارب اور نظریات کی بنیاد پر نظامِ حکومت تشکیل دیے، لیکن ایک ایسا متوازن، منصفانہ اور ہمہ گیر ریاستی نظام جو انسانیت کی تمام دینی، اخلاقی، سیاسی اور معاشی ضروریات کو پورا کر سکے، سیرتِ طیبہ ﷺ میں ہی نظر آتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جس ریاست کی بنیاد رکھی، وہ دنیا کی تاریخ میں ایک بالکل نیا اور انقلابی باب تھا۔ یہ ریاست نہ صرف اپنے دور کی عظیم ترین اخلاقی و سیاسی تبدیلی تھی، بلکہ تمام آنے والے ادوار کے لیے ایک جامع، منصفانہ اور فلاحی ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے۔ سیرتِ طیبہ میں ریاستی نظم و نسق کی عمارت عدل و انصاف، مشاورت، قانون کی بالادستی، شفاف احتساب، رواداری، اقلیتوں کے حقوق اور فلاحِ عامہ جیسے عالمگیر اور لازوال اصولوں پر استوار ہے۔

آج کے جدید دور میں جب دنیا کی اکثر ریاستیں سیاسی عدم استحکام، معاشی بحرانوں، نابرابری، اقلیتوں کے استحصال اور اخلاقی تنزلی جیسے گمبھیر چیلنجز کا شکار ہیں، سیرتِ نبوی ﷺ سے اخذ کردہ ریاستی اصول از حد اہم ہو جاتے ہیں۔ یہ اصول نہ صرف حکمرانی کو شفاف اور مؤثر بناتے ہیں بلکہ انسانی حقوق، مساوات اور سماجی انصاف کی حقیقی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

مقالے کے بنیادی موضوع اور اس کے عملی و علمی ابعاد کا احاطہ کرنے کے لیے اس تحقیقی عنوان کو درج ذیل چھ بنیادی عناوین میں تقسیم کیا گیا ہے:

اول: ریاستِ مدینہ کا قیام اور ساخت

دوم: سیاسی و حکمرانی کے آفاقی اصول

سوم: انتظامی اور حکومتی امور

چہارم: خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات

پنجم: معاشرتی سیاست اور شہری حقوق

ششم: معاشی سیاست اور مالیاتی نظام

اول: ریاستِ مدینہ کا قیام اور ساخت

ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد نبی کریم ﷺ نے جس مدنی معاشرے کی شیرازہ بندی فرمائی، وہ گوناگوں قبائلی عصبیتوں، مذہبی تنوع اور معاشی نابرابری کا شکار تھا۔ آپ ﷺ نے نہایت تدبر اور حکمت سے ان تمام عناصر کو ایک متحد، منظم اور باقاعدہ قانون کی پابند ریاست میں تبدیل کر دیا۔

میثاقِ مدینہ (دنیا کا پہلا تحریری آئین)

میثاقِ مدینہ انسانی تاریخ کی پہلی باضابطہ تحریری آئینی دستاویز ہے جس میں ریاست کے مسلمان اور غیر مسلم شہریوں کے بنیادی حقوق و فرائض، دفاعی ذمہ داریاں، اور باہمی امن کے اصول و قواعد طے کیے گئے۔ اس آئین نے درج ذیل چار بنیادی ابعاد پر ریاستی ساخت قائم کی:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

۱۔پرامن بقاءباہمی اور مشترکہ دفاع: میثاق کا بنیادی مقصد مدینہ کو ہر قسم کے اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ بنانا تھا۔ معاہدے کی رو سے طے پایا کہ اگر مدینہ پر کوئی بیرونی دشمن حملہ آور ہو گا تو تمام مسلمان اور یہودی قبائل مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ اس حکمتِ عملی نے مسلمانوں کو یکسوئی اور سیاسی استحکام بخشا اور دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنا دیا۔

۲۔داخلی امن اور قبائلی عصبیت کا خاتمہ: مدینہ منورہ صدیوں سے بنو اوس اور بنو خزرج کی تباہ کن قبائلی جنگوں کا مرکز رہا تھا۔ معاہدے میں قدیم خون بہا اور فدیے کے قواعد کو منصفانہ حد میں برقرار رکھتے ہوئے تمام قبائلی منافرتوں کا خاتمہ کر دیا گیا اور تمام شہریوں کو "امتِ واحدہ" کے سیاسی تصور کے تحت جمع کیا گیا۔

۳۔مذہبی آزادی اور شہری مساوات: میثاقِ مدینہ نے تمام غیر مسلم شہریوں کو مکمل مذہبی آزادی فراہم کی۔ آئین کا تاریخی جملہ تھا:

"لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ" (1)

"یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین۔"

اس سے اقلیتوں میں تحفظ کا احساس پیدا ہوا اور ریاستی فلاح میں ان کی شرکت یقینی ہوئی۔

۴۔عدالتی اقتدارِ اعلیٰ اور قانون کی بالادستی: میثاق کی سب سے اہم سیاسی و قانونی شرط یہ تھی کہ تمام نزاعات، اختلافات اور عدالتی معاملات میں آخری فیصل کن اتھارٹی نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہو گی:

"وَأَنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوْ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ، فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ" (2)

"اگر فریقین میں کوئی تنازع پیدا ہو تو اس کا حتمی فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہو گا۔"

اس بند نے ریاست میں قانون کی بالادستی کا تصور قائم کیا۔

مسجدِ نبوی کی تعمیر:

مسجدِ نبوی صرف عبادت گاہ نہیں تھی، بلکہ ریاستِ مدینہ کا انتظامی، سیاسی اور سماجی ہیڈ کوارٹر تھی۔

انتظامی و سیاسی مرکز: ریاست کے تمام انتظامی فیصلے، عمال کی تقرری اور معاشی احکامات اسی مرکز سے جاری ہوتے تھے۔

سفارتی و خارجہ مرکز: غیر ملکی وفود اور سفرائے عالم کا استقبال مسجدِ نبوی ہی میں کیا جاتا تھا۔ مثلاً ۹ ہجری میں نجران کے ۶۰ رکنی عیسائی وفد کا مسجدِ نبوی میں قیام، سیاسی گفتگو، اور انہیں مسجد کے اندر ہی اپنی عبادات کی اجازت دینا اسلامی سفارتی تاریخ اور مذہبی رواداری کی ایک درخشان مثال ہے۔ (3)

عدالتی و عسکری مرکز: عدالتی کارروائیاں، مقدمات کے فیصلے اور عسکری و دفاعی کونسل کے اجلاس بھی مسجدِ نبوی ہی کے احاطے میں منعقد

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ہوتے تھے۔[4]

ریاستِ مدینہ کا قیام یہ ثابت کرتا ہے کہ ایک مستحکم ریاست کی بنیاد تحریری آئین، مذہبی رواداری، اور مشترکہ مفادات پر رکھی جاتی ہے۔ میثاقِ مدینہ اور مسجدِ نبوی کے کثیر المقاصد کردار نے قبائلی انتشار میں گھیرے معاشرے کو ایک منظم، قانون کے پابند اور پرامن سیاسی نظام میں تبدیل کر دیا۔

دوم: سیاسی و حکمرانی کے آفاقی اصول

سیرتِ نبوی ﷺ نے ریاستی نظم و نسق کے لیے جو بنیادیں فراہم کیں، وہ عصرِ حاضر کی جدید جمہوریت اور آئینی حکومتوں کے لیے بنیادی رہنمائی فراہم کرتی ہیں:

۱۔ حاکمیتِ الٰہی اور قانون کی بالادستی: اسلامی ریاست کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ مطلق اقتدارِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [5]

"حکم اور حاکمیت صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔"

عملی تطبیق و اہمیت: نبی کریم ﷺ نے خود کو بھی قانون سے بالاتر نہیں رکھا بلکہ تمام سیاسی، عدالتی اور اجتماعی فیصلے احکامِ الٰہی کے تابع رکھے۔ عصرِ حاضر کی دنیا میں اسے قانون کی بالادستی (Rule of Law) کہا جاتا ہے۔ اس اصول کا نفاذ حاکم کے اختیارات کو محدود کرتا ہے، آمریت کا راستہ روکتا ہے، اور کرپشن و طاقت کے بے جا استعمال کا خاتمہ کرتا ہے۔

۲۔ مذہبی رواداری: اسلامی ریاست اپنے تمام غیر مسلم شہریوں کو عقیدے، عبادت اور ثقافت کی مکمل آزادی کی ضمانت دیتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ [6]

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔"

نیز ارشاد فرمایا:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ [7]

"تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔"

عصرِ حاضر میں افادیت: جدید ریاستوں میں انسانوں کے مابین پرامن بقائے باہمی، مذہبی آزادی اور اقلیتوں کی حفاظت کا جو تصور پایا جاتا ہے، میثاقِ مدینہ اور سیرتِ طیبہ اس کی اولین عملی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

۳۔ مساوات اور شہری برابری: اسلامی ریاست میں تمام شہری قانون کے سامنے بالکل برابر ہیں، اور کسی شخص کو رنگ، نسل، زبان، نسب یا مالی حیثیت کی بنیاد پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (8)

"اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

عصرِ حاضر میں افادیت: حقوقِ انسانی اور برابری کے قوانین کی اصل روح مساواتِ انسانی کے اسی نبوی اصول میں مضمر ہے۔

۴۔ امن و امان اور تحفظِ عامہ: ریاست کا بنیادی ترین فرض اپنے شہریوں کو داخلی امن و امان، اور خوف و بھوک سے نجات دلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ (9)

"جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے امن عطا فرمایا۔"

عصرِ حاضر میں افادیت: جدید ریاست میں امن و امان کے ضامن اداروں اور سماجی فلاحی شعبوں کا وجود اسی نبوی فریضے کی عملی تصویر ہے جس کا مقصد شہریوں کی جان، مال، عزت اور معیشت کی حفاظت ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ سے اخذ کردہ سیاسی اصول یہ واضح کرتے ہیں کہ حاکمیتِ الٰہی کا ماننا دراصل انسان پر انسان کی حکمرانی اور آمریت کو ختم کرتا ہے۔ مذہبی آزادی، برابری، اور شہریوں کی حفاظت وہ بنیادیں ہیں جن کے بغیر کوئی بھی جدید ریاست استحکام اور فلاح حاصل نہیں کر سکتی۔

سوم: انتظامی اور حکومتی امور

ریاستِ مدینہ کا انتظامی ساخت اور حکومتی نظام اعلیٰ اخلاقی قدروں، میرٹ اور عوامی شرکت پر مبنی تھا، جس نے دورِ حاضر کے انتظامی علوم کے لیے بنیادی اصول فراہم کیے۔

۱۔ شوریٰ اور مشاورت کا اصول: اسلام میں اہم ریاستی اور اجتماعی فیصلوں کے لیے باہمی مشاورت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ شوریٰ کا مقصد اجتماعی دانش سے فائدہ اٹھانا ہے تاکہ غلطی کا امکان کم سے کم رہے اور تمام طبقات کو فیصلوں میں اعتماد حاصل ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾(10)

"اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔"

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مزید فرمایا:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (11)

"اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیجیے۔"

سیرتِ طیبہ سے عملی مثال: رسول اللہ ﷺ اہم عسکری اور انتظامی امور میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے تھے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر جب مدینہ پر بیرونی حملے کا شدید خطرہ تھا، تو حضرت سلمان فارسیؓ نے مدینہ کی حفاظت کے لیے خندق کھودنے کی تجویز پیش کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور اس پر عمل درآمد کرایا۔[12]

عصرِ حاضر میں افادیت: شوریٰ کا یہ نبوی اصول دورِ حاضر کے جمہوری اور پارلیمانی نظام کی روح ہے۔ یہ آمریت اور فردِ واحد کی حکمرانی کا خاتمہ کرتا ہے اور فیصلے میں عوام اور ان کے نمائندوں کی شرکت کو یقینی بناتا ہے۔

۲۔ عدل و انصاف کی بلاامتیاز فراہمی: عدل کا بنیادی مقصد حقوق کی منصفانہ تقسیم اور بلا تفریق قانون کا نفاذ ہے۔ اسلامی ریاست میں عدل صرف مسلم شہریوں تک محدود نہیں بلکہ اس کے دائرے میں تمام طبقات شامل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ (13)

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔"

سیرتِ طیبہ سے عملی مثال: قبیلہ بنو مخزوم کی ایک معزز خاتون (فاطمہ) نے چوری کی۔ قبیلے نے رسوائی سے بچنے کے لیے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ خدا کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"[14]

عصرِ حاضر میں افادیت: یہ واقعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ عدالت اور قانون کے سامنے شاہ و گدا برابر ہیں۔ جدید عدالتی نظام میں آزادئ عدلیہ اور مساواتِ قانون کا مقصد اسی نبوی اصول سے حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ انتظامی ساخت، بیوروکریسی اور میرٹ پر تقرریاں: ریاستی امور کو مؤثر طریقے سے چلانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا جو جدید بیوروکریسی کی بنیاد ہے۔

حضرت زید بن ثابتؓ کو وحی کی خطاطی، سرکاری خطوط کی تحریر اور غیر ملکی زبانوں کی ترجمانی کی ذمہ داری دی گئی، جو جدید سیکریٹریٹ سسٹم کی شاندار مثال ہے۔

عمال اور گورنرز کا تعین: حضرت معاذ بن جبلؓ کی یمن میں تقرری واضح و بیّن دلیل ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر اور

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

قاضی بنا کر بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ پہلے قرآن، پھر سنت، اور اگر صریح حکم نہ ملے تو اجتہاد سے کام لیں۔ یہ انتظامی، سیاسی اور عدالتی تقرری کا باقاعدہ فریم ورک تھا۔

فتحِ مکہ کے بعد نوجوان صحابی حضرت عتاب بن اسیدؓ کو مکہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ کم عمری کے باوجود ان کا انتخاب محض ان کی قابلیت اور میرٹ کی بنیاد پر تھا۔

اس سے متعلق قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری رہنمائی کرتے ہوئے حکم دیتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾[15]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو۔"

عصرِ حاضر میں افادیت: جدید بیوروکریسی کا میرٹ بیسڈ سسٹم (Merit-based system) اور اہلیت کی بنیاد پر عہدوں کی تقسیم اسی نبوی تعلیمی فکر کی مرہونِ منت ہے، جس سے اداروں کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور کرپشن کا خاتمہ ہوتا ہے۔

۴۔ نظامِ احتساب: احتساب کا مطلب حکمرانوں، عمال اور عام شہریوں کا اپنے اعمال و فیصلوں میں جواب دہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ [16]

"پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

عصرِ حاضر میں افادیت: شفافیت اور جواب دہی (Accountability) جدید گورننس کا لازمی جزو ہیں۔ سرکاری اداروں کے آڈٹ اور احتسابی محکمے اسی اسلامی فلسفۂ احتساب کا حصہ ہیں۔

ریاستِ مدینہ کا انتظامی ڈھانچہ یہ ثابت کرتا ہے کہ حکمرانی کسی فرد کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ ایک مقدس امانت ہے۔ مشاورت، بلا معاوضہ و بلا امتیاز عدل، اہلیت کی بنیاد پر تقرریوں اور مسلسل شفاف احتساب نے ایک ایسا انتظامی ماڈل پیش کیا جو نہ صرف اپنے دور میں بے مثال تھا بلکہ آج بھی زوال پذیر گورننس کو درست کرنے کی کامل صلاحیت رکھتا ہے۔

چہارم: خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات

نبی کریم ﷺ نے عالمی سطح پر اسلامی ریاست کا وقار قائم کرنے کے لیے حکمت، تدبر اور امن پر مبنی خارجہ پالیسی مرتب فرمائی۔

۱۔ سفارت کاری اور پیغام رسانی: سفارت کاری کا مقصد دوسری ریاستوں سے معاشی، سیاسی اور سفارتی تعلقات استوار کرنا ہے۔

عالمی حکمرانوں کو خطوط لکھ کر بھیجے گئے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے قیصرِ روم، کسریٰ (شاہِ فارس)، نجاشی (شاہِ حبشہ) اور دیگر حکمرانوں کو باعزت انداز میں خطوط بھیجے اور اسلام کی دعوت دی۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

سفیروں کا احترام : اسلامی ریاست میں سفیروں کو مکمل آزادی اور سفارتی تحفظ (Diplomatic Immunity) حاصل تھا اور ان کے ساتھ احترام سے پیش آیا جاتا تھا۔

۲۔ معاہدات اور عہد و پیمان: صلح حدیبیہ کا اسٹریٹجک مطالعہ

6 ہجری میں قریشِ مکہ کے ساتھ ہونے والی صلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے موقف کے خلاف معلوم ہوتی تھیں، لیکن نبی کریم ﷺ نے غیر معمولی سیاسی حکمتِ عملی اور تدبر سے اس معاہدے کو قبول فرمایا۔

اس صلح کے نتیجے میں ملک میں امن قائم ہوا، جنگ کے بادل چھٹ گئے، اور مسلمانوں کو دیگر قبائل تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا، جس کی بنا پر قرآنِ مجید نے اسے "فتحِ مبین" (واضح فتح) قرار دیا۔[17]

۳۔ نبوی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول

امن پسندی اور جنگ سے اجتناب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ [18]

"اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جایئے۔"

مکالمہ اور مذاکرات: فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [19]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجیے۔"

معاہدوں کی پاسداری: اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [20]

"اے ایمان والو! اپنے معاہدوں کو پورا کرو۔"

اسٹریٹجک تدبر اور حکمت: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ﴾ [21]

"وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے۔"

نرم رویہ اور حسنِ اخلاق: اللہ تبارک و تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ﴾ [22]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"پس اللہ کی رحمت کے باعث ہی آپ ان کے لیے نرم دل ہو گئے ہیں۔"

قومی مفادات اور خود مختاری کا تحفظ: خالق کائنات نے فرمایا:

﴿وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾[23]

"اور زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد بین الاقوامی امن کا قیام، مذاکرات کے ذریعے نزاعات کا تصفیہ، اور معاہدات کی مکمل پاسداری ہے۔ جدید دور میں اقوامِ متحدہ کے چارٹر اور عالمی سفارتی اصول نبوی خارجہ پالیسی کی مرہونِ منت ہیں، جو جذباتی فیصلوں کی بجائے حکمت، تدبر اور قومی مفادات کے تحفظ کی تعلیم دیتی ہیں۔

پنجم: معاشرتی سیاست اور شہری حقوق

اسلامی ریاست کا معاشرتی نظام فرد اور اجتماع کے درمیان توازن، کمزور طبقات کی سرپرستی اور بلا تفریق انسانی حقوق کی فراہمی پر قائم ہے۔

۱۔ مواخاتِ مدینہ (سماجی یکجہتی اور معاشی بحالی):

ہجرتِ مدینہ کے بعد مکہ سے آنے والے مہاجرین اپنے گھر بار اور مالی وسائل چھوڑ چکے تھے، جس سے مدینہ میں شدید معاشی و سماجی بحران پیدا ہو سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا حل مواخات (باہمی بھائی چارے) کی شکل میں پیش فرمایا۔

عملی تدبیر: آپ ﷺ نے تقریباً ۹۰ صحابہ کرام کے درمیان انفرادی بنیادوں پر مواخات قائم کی۔[24]

حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان مواخات قائم کی گئی۔ حضرت سعدؓ نے اپنا نصف مال اپنے بھائی کو پیش کیا، تاہم حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے خود بوجھ بننے کے بجائے بازار کا راستہ پوچھا اور محنت و تجارت سے معاشی خود کفالت حاصل کی۔[25]

اس اقدام نے بغیر کسی سرکاری گرانٹ کے مدینہ کی معیشت اور سماجی ڈھانچے کو زبردست استحکام بخشا۔

۲۔ اقلیتوں کے حقوق اور تحفظ

اسلامی ریاست میں مذہبی، لسانی یا قومی اقلیتوں کے بنیادی حقوق کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔

مذہبی آزادی، جان و مال کا تحفظ، عدالتی مساوات، اور سیاسی و شہری حقوق کا احاطہ کیا گیا۔

فتحِ خیبر کے بعد وہاں کے یہودی باشندوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل نہیں کیا گیا، بلکہ انہیں اپنی زمینوں پر کاشت کاری کی مکمل اجازت دی گئی اور ان کے ساتھ معاہدہ طے پایا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

۳۔خواتین اور بچوں کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے جاہلی معاشرے کی تمام خرابیوں کو ختم کر کے عورت اور بچے کو باوقار اور محفوظ مقام عطا کیا۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے بالخصوص خواتین کے حقوق سے متعلق ارشاد فرمایا:

"فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ"(26)

"عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے۔"

آپ ﷺ نے بچوں سے محبت و شفقت کو اخلاقی اور سماجی معیار قرار دیا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے بے حد محبت کرتے تھے۔

قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ لاَ يَرْحَمُ لاَ يُرْحَمُ»(27)

"ایک مرتبہ آپ ﷺ نے انہیں بوسہ دیا تو ایک شخص (اقرع بن حابس) نے کہا: میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

۴۔معاشرتی سیاست کے بنیادی اصول

اسلام میں تمام انسان برابر ہیں۔ ان کے مابین امتیاز اور فرق صرف تقویٰ کی بنیاد پر رکھا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (28)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کے ہاں تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

جدید ریاست کے لیے اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

- جمہوری نظام میں سب شہری برابر ہوتے ہیں۔
- اقلیتوں اور کمزور طبقات کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔
- سماجی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

جان ومال کی حرمت:

قرآن انسانی جان کی حرمت کو بہت اہمیت دیتا ہے۔

﴿مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (29)

"جس نے کسی انسان کو بغیر کسی کے بدلے یا زمین میں فساد کے قتل کیا، گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی، اس نے گویا تمام انسانوں کی جان بچالی۔"

جدید ریاست کے لیے اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

- جدید دنیا میں Human Rights بنیادی حیثیت رکھتے ہیں
- شہری آزادی، اظہارِ رائے اور مذہبی آزادی یقینی بنتی ہے
- ایک مہذب اور پر امن معاشرہ تشکیل پاتا ہے

سماجی تعاون اور باہمی امداد:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اجتماعی تعاون پر زور دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ (30)

"اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔"

جدید ریاست کے لیے اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

- شہری اپنے حقوق کے ساتھ فرائض بھی ادا کریں۔
- معاشرتی اصلاح بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بہتری بھی۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشرتی ماڈل یہ واضح کرتا ہے کہ ایک مضبوط ریاست کی بنیاد صرف عسکری یا سیاسی طاقت پر نہیں، بلکہ سماجی عدل، حقوقِ انسانی کے احترام، اقلیتوں کے تحفظ اور معاشرے کے محروم طبقات کی پائیدار بحالی پر منحصر ہوتی ہے۔

ششم: معاشی سیاست اور مالیاتی نظام

اسلامی ریاست کی معاشی پالیسی کا بنیادی مقصد دولت کی منصفانہ گردش، غربت کا خاتمہ اور فلاحِ عامہ کا قیام ہے۔

ا۔ بیت المال کا قیام: بیت المال اسلامی ریاست کا مرکزی مالیاتی ادارہ تھا، جہاں تمام قومی آمدنی (زکوٰۃ، عشر، خراج، جزیہ، غنیمت) جمع کی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

جاتی تھی اور اسے بلا تاخیر عمومی فلاح پر خرچ کیا جاتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بحرین سے کثیر تعداد میں مال آیا تو آپ ﷺ نے اسے مسجد میں پھیلانے کا حکم دیا اور تمام مال مستحقین میں تقسیم فرما دیا اور اپنے لیے کچھ ذخیرہ نہ فرمایا۔[31]

۲۔ زکوٰۃ و عشر کا نظام: اسلام نے معاشی عدم مساوات ختم کرنے کے لیے باقاعدہ مالیاتی محاصل کا نظام قائم کیا۔

عہدِ نبوی ﷺ میں زکوٰۃ اور عشر کی وصولی کے لیے باقاعدہ سرکاری اہلکار (عمال) مقرر کیے جاتے تھے جو قبائل اور علاقوں سے ٹیکس جمع کر کے مرکزی یا علاقائی بیت المال میں جمع کرواتے تھے۔

جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن گورنر بنا کر بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ"[32]

"انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان کے مالوں میں صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے، جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے ناداروں (فقراء) میں تقسیم کیا جائے گا۔"

فتحِ خیبر کے بعد وہاں کی زرعی پیداوار پر مقرر کردہ حصہ بیت المال کا اہم ذریعہ بنا جو عشر اور خراج کے باقاعدہ معاشی نظام کی مثال ہے۔

۳۔ معاشی سیاست کے بنیادی اصول

دولت کی منصفانہ گردش: زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال کے ذریعے دولت کی تقسیم کو یقینی بنایا گیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ﴾ [33]

"تاکہ (دولت) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان نہ گھومتی رہے۔"

جدید ریاست کے لیے اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

- وسائل کی منصفانہ تقسیم سے غربت کم ہوتی ہے۔
- امیر و غریب کے فرق کو کم کیا جاتا ہے۔
- طبقاتی کشمکش کم ہوتی ہے۔
- جب وسائل سب کو ملتے ہیں تو مجموعی پیداوار بڑھتی ہے تو معاشی ترقی ہوتی ہے۔

فلاحِ عامہ اور سماجی تحفظ: ریاست کا مقصد عوام کی بنیادی ضروریات (خوراک، رہائش، تعلیم) پوری کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ [34]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

"اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم (ضرورت مند) کا حق ہے۔"

مال میں غریبوں اور ضرورت مندوں کا حق رکھا گیا ہے، جو فلاحی ریاست کی بنیاد ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[35]

"تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام ذمہ دار ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہو گی۔"

جدید ریاست کے لیے اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

- جدید ریاست کو Welfare State کہا جاتا ہے۔
- تعلیم، صحت، روزگار اور بنیادی سہولیات کی فراہمی۔
- غربت میں کمی اور معیارِ زندگی میں بہتری آئے گی۔

مالیاتی پاکیزگی: اسلام میں زکوٰۃ کے ذریعے مال کو پاک کیا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی آخر الزماں ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ﴾[36]

"ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے تاکہ آپ اس کے ذریعہ انہیں پاکیزہ بنا دیں۔"

جدید ریاست کے لیے اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

- زکوٰۃ کے ذریعے دولت نچلے طبقے تک پہنچتی ہے۔
- غریب، یتیم اور مستحق افراد کی کفالت ممکن ہوتی ہے۔
- دولت چند ہاتھوں میں جمع نہیں رہتی۔
- معاشی عدم مساوات کم ہوتی ہے۔

سیرتِ طیبہ کا معاشی نظام سرمایہ داری (Capitalism) کی استحصالی فضا اور اشتراکیت (Socialism) کی انفرادی آزادی پر قدغن کے بین بین ایک درمیانی اور متوازن راستہ پیش کرتا ہے، جس میں ہر شہری کی بنیادی ضرورتوں کی کفالت ریاست کی آئینی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

خلاصہ بحث

زیرِ نظر تحقیقی مقالے میں عصرِ حاضر میں ریاستی نظم و نسق کے بنیادی اصولوں کا مطالعہ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ مقالے کا بنیادی مدعا یہ ظاہر کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قائم کردہ ریاستی و انتظامی ماڈل محض اپنے دور کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام ادوار، بالخصوص عصرِ حاضر کی ریاستوں کے درپیش سیاسی، انتظامی اور معاشی چیلنجز کا جامع حل فراہم کرتا ہے۔ مقالے میں میثاقِ مدینہ کو دنیا کے پہلے تحریری آئین کے طور پر پیش کرتے ہوئے قانون کی بالادستی، حاکمیتِ الٰہی، شوریٰ، بلاامتیاز عدل و انصاف، میرٹ کی بنیاد پر انتظامی تقرریوں، اور شفاف نظامِ احتساب کا تحلیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، نبوی خارجہ پالیسی کے متوازن اصولوں، معاہدات کی پاسداری، اقلیتوں کے حقوق، اور زکوٰۃ و بیت المال پر مبنی فلاحی معاشی ماڈل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر جدید ریاستیں سیرتِ طیبہ سے اخذ کردہ ان آفاقی اصولوں کو اپنے نظم و نسق کا حصہ بنالیں تو ایک پرامن، منصفانہ، اور مستحکم فلاحی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔

اہم نتائج

- سیرتِ نبوی ﷺ نے ثابت کیا کہ اسلام میں مذہب اور سیاست دو الگ چیزیں نہیں، بلکہ ریاست اخلاقیات اور آئین کی پابند ایک فلاحی اکائی ہے۔
- میثاقِ مدینہ نے یہ تاریخی حقیقت قائم کی کہ اسلامی ریاست کا آغاز کسی غصب یا تشدد سے نہیں بلکہ تحریری آئین اور باہمی رضامندی سے ہوا تھا۔
- عہدِ نبوی ﷺ میں ریاست کا سربراہ ہو یا عام شہری، تمام افراد قانونِ الٰہی اور عدالتی نظام کے سامنے یکساں طور پر جواب دہ تھے۔
- گورنرز، عمال اور انتظامی عہدے داروں کی تقرری کا واحد معیار اہلیت، دیانتداری اور تقویٰ تھا، نہ کہ خاندانی یا قبائلی تعلق۔
- زکوٰۃ و بیت المال کے نظام کے ذریعے دولت کا چند ہاتھوں میں ارتقاز روک کر اسے معاشرے کے نچلے طبقے تک پہنچایا گیا۔

تجاویز و سفارشات

- جدید مسلم ریاستوں کو اپنے آئینی ڈھانچے میں میثاقِ مدینہ کے بنیادی اصولوں (قانون کی بالادستی، اقلیتی تحفظ، اور شہری مساوات) کو عملی طور پر شامل کرنا چاہیے۔
- سرکاری محکموں اور بیوروکریسی میں سیاسی مداخلت کا خاتمہ کر کے تقرریوں کو محض اہلیت اور شفافیت کے نبوی معیار پر استوار کیا

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

جائے۔

- ملک میں عدل و انصاف کی بلا امتیاز فراہمی کے لیے احتسابی اداروں کو طاقتور ترین افراد کے اثر و رسوخ سے پاک اور مکمل آزاد بنایا جائے۔
- زکوٰۃ، عشر اور بیت المال کے اداروں کو جدید ٹیکنالوجی سے منظم کر کے ایک ایسا جامع فلاحی نظام بنایا جائے جس سے تمام شہریوں کی بنیادی ضرورتیں (صحت، تعلیم، روزگار) پوری ہوں۔
- تعلیمی نصاب اور میڈیا کے ذریعے میثاقِ مدینہ کے بین المذاہب رواداری اور پر امن بقائے باہمی کے اصولوں کو عام کیا جائے تاکہ تمام مذہبی و قومی نزاعات کا خاتمہ ہو سکے۔

حوالہ جات

(1) ابن هشام، عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري، جمال الدين أبو محمد، السيرة النبوية، تحقيق: مصطفى السقا، وإبراهيم الأبياري، وعبد الحفيظ الشلبي، مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده - مصر، الثانية، 1375هـ/ 1995م، (503/1)
(2) ابن هشام، السيرة النبوية، (504/1)
(3) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (2/ 222-224)
(4) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (493/1-496)
(5) القرآن الكريم، سورة يوسف (12): 40
(6) القرآن الكريم، سورة البقرة (2): 256
(7) القرآن الكريم، سورة الكافرون (109): 6
(8) القرآن الكريم، سورة الحجرات (49): 13
(9) القرآن الكريم، سورة قريش (106): 4
(10) القرآن الكريم، سورة الشورىٰ (42): 38
(11) القرآن الكريم، سورة آل عمران (3): 159
(12) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (266/2-268)
(13) القرآن الكريم، سورة النساء (4): 58
(14) النيسابوری، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، برقم: 1688، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربی۔ بيروت، 1955ء
(15) القرآن الكريم، سورة النساء (4): 58
(16) القرآن الكريم، سورة الزلزال (99): 7-8
(17) القرآن الكريم، سورة الفتح (48): 1
(18) القرآن الكريم، سورة الانفال (8): 61
(19) القرآن الكريم، سورة النحل (16): 125
(20) القرآن الكريم، سورة المائدة (5): 1
(21) القرآن الكريم، سورة البقرة (2): 269
(22) القرآن الكريم، سورة آل عمران (3): 159
(23) القرآن الكريم، سورة البقرة (2): 190
(24) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (254/1-257)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.1, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

(25) أحمد، أحمد بن محمد بن حنبل، أبو عبد الله الشيباني، مسند أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه، برقم: 13863، تحقيق: مجموعة من العلماء بإشراف: عبد الله التركي، مؤسسة الرسالة، الأولى، 1421هـ

(26) مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، برقم: 1218

(27) البخاري، صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، برقم: 5997

(28) القرآن الكريم، سورة الحجرات (49): 13

(29) القرآن الكريم، سورة المائدة (5): 32

(30) القرآن الكريم، سورة المائدة (5): 2

(31) البخارى، صحيح البخارى، كتاب الجزية، باب ما أقطع النبي ﷺ من البحرين، وما وعد من مال البحرين والجزية، ولمن يقسم الفيء والجزية، برقم: 3165

(32) البخارى، صحيح البخارى، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، برقم : 1395

(33) القرآن الكريم، سورة الحشر (59): 7

(34) القرآن الكريم، سورة الذاريات (51): 19

(35) البخاري، صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، برقم: 893

(36) القرآن الكريم، سورة التوبة (9): 103